محمد نام کے فضائل میں منقول چند روایات کا تحقیقی جائزہ

A research review of some of the traditions narrated an the name of Muhammad (S.A.W)

ڈاکٹر بادشاہ رحمٰن[i] ہارون الرشید[ii]

Abstract

Most of the world is going to be named Muhammad. According to a report of Daily "Nawayy Waqt" Dated: 19, Jan, 2015 more than 15 million people in the world are named Muhammad.If this is the cause of devotion of the Holy Prophet (S.A.W.)then it is ok, but if the reason behind this is the Ahadith, of the Messenger narrated inbenefits and blessings of Muhammad name inHadith book, then this is completely and absolutely wrong, because nobody will not enter paradise by name but it depends on a person's action.In this research paper the Ahadith narrated in virtues of Muhammad's name are intellectually and critically reviewed.

Keywords: *Muhammad, Hadith books, paradise, Ahadith narrated.*

نام سے کسی انسان کی شناخت ہوتی ہے نیز نام مسمی کے شخصیت پر اثر انداز بھی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے دین اسلام میں اپنے بچوں کے لئے عمدہ، پسندیدہ اور اچھے نام رکھنے کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: إنكم تدعون يوم القيامة بأسماءكم وأسماء آبائكم فأحسنوا أسماءكم[1]۔ بے شک تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے والدین کے ناموں سے پکارے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے رکھا کرو۔ اسی حدیث کے پیش نظر بچوں کے لئے اچھے اور عمدہ نام تجویز کرنے چاہیئں تو سب سے اچھے نام وہ ہیں جس سے انسان کی عبدیت ظاہر ہوتی ہے، اسی وجہ سے اللہ کے ہاں پسندیدہ نام "عبد اللہ" اور "عبد الرحمٰن" ہے، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ: أحب الأسماء إلى الله عبدالله وعبدالرحمٰن[2]۔ یا وہ نام جن میں عبودیت کی اضافت دیگر اسماء صفاتیہ کی طرف ہو مثلاً عبد المالک، عبد الخالق، عبد الرازق وغیرہ۔ اس کے بعد وہ نام جو انبیاء کرام کے ناموں پر ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: سموا بأسماء الأنبياء[3]۔ دوسری جگہ ارشاد مبارک ہے: سموا بإسمى[4]۔ یا پھر وہ نام جو معنی و مفہوم کے لحاظ سے درست اور صحیح ہو۔

امت مسلمہ میں اکثر نام مندرجہ بالا روایات کی روشنی میں رکھے جاتے ہیں۔ زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی طرف عبودیت، انبیاء عظام اور صحابہ کرام کے نام رائج ہیں۔ رسولوں میں محمد ﷺ خاتم الانبیاء والرسل ہونے کے ناطے تمام انبیاء سے افضل ہیں یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں سے سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام "محمد" ہے، دواوین حدیث میں بھی اس نام کے فضائل میں بہت سی احادیث منقول ہیں، بعض علماء نے اس موضوع پر کتابیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔ ابن بکیر (متوفی ۳۸۸ھ) نے اس باب میں "فضائل التسمية" اور محمد امین نے "عظمت نام مصطفیٰ" نامی کتاب تالیف فرمائی ہے۔

---

[i] ۔ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ ریلجیس آفیئرز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ چکدرہ، دیر (لوئر)۔

[ii] ۔ لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ ریلجیس آفیئرز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ چکدرہ، دیر (لوئر)۔

اگر اس نام کے رکھنے کا وجہ اگر عقیدتِ رسول ہو تو جائز اور مستحسن ہے لیکن اگر اس کا وجہ کتب حدیث میں منقول روایات ہو تو یہ بالکل نا درست اور غیر صحیح ہے۔ کیونکہ اول تو یہی تمام احادیث تقریباً ضعیف اور موضوع ہیں، دوم شریعت میں نجات کا دارومدار ناموں پر نہیں، بلکہ ایمان اور عمل صالحہ پر ہے۔ زیر بحث آرٹیکل میں ایسے مرویات (جو محمد نام کے فضائل میں وارد ہیں) کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

پہلی روایت

إذا رجعت إلى بيتك فضع يدك على بطن زوجتك وقل بسم الله اللهم إنى أسميه محمدا فإنه يأتى به رجلا[5]۔جب تو اپنے گھر آجائے اور اپنی بیوی کے پیٹ کر ہاتھ رکھ کر کہے کہ اے اللہ! میں اس کا نام محمد رکھوں گا تو نارینہ اولاد پیدا ہو گا۔ ابن بکیر نے اس کی سند یوں نقل فرمائی ہے: ابو عبد الملک محمد بن احمد بن یحییٰ، از احمد بن سعید، از عبد الرحمٰن بن ابی اللیث، احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب، از عبد اللہ بن عثمان، عثمان بن عبد الرحمٰن، از عمتہ (عائشہ) از ابیہا (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) مرفوعا۔

روایت پر تبصرہ

سند مذکور ضعیف ہیں اس میں دو راوی احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب اور عثمان بن عبد الرحمٰن کمزور ہیں۔ امام ابن عدی احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب کے بارے میں لکھتے ہیں: اہل مصر کا ان کے تضعیف پر اجماع ہے[6]۔ عثمان بن عبد الرحمٰن امام بخاری کی تصریح کے مطابق متروک الحدیث اور امام ابو حاتم کے نزدیک متروک وذاہب الحدیث ہے[7]۔

دوسری روایت

ما من مسلم دنا من زوجته وهو ينوي إن حبلت منه يسميه محمدا إلارزقه الله ولدا ذكرا[8]۔جو بھی مسلمان اپنی اہلیہ سے مباشرت کے وقت یہ نیت کرلے کہ اگر حمل ٹھہرا تو میں اس کا نام محمد رکھوں گا، اللہ اسے نارینہ اولاد عطا فرمائیں گے۔

روایت پر تبصرہ

الموضوعات میں اس کی سند یوں منقول ہے: ابن ناصر، از عبد الرحمٰن بن ابی عبدللہ بن مندہ، از عبد الصمد بن محمد، از ابراہیم بن احمد، از محمد بن احمد بن شبیب، از محمد بن عتاب، از سلیمان بن داوٗد، از عبشر بن حسن، از یحییٰ بن سلیم الطائفی، از ابی انجیح، از مجاہد، از مسور بن مخرومہ از رسول اللہ ﷺ۔ اس میں تین علتیں ہیں۔ امام ابن جوزی روایت پر غیر صحیح کا حکم لگاتے ہوئے امام ابو حاتم الرازی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ اس کے راوی یحییٰ بن سلیم نا قابل احتجاج، سلیمان مجروح اور عبشر مجھول ہیں[9]۔

تیسری روایت

من ولد له مولود فسماه محمدا تبركابه كان هو ومولوده فی الجنة[10]۔جس نے اپنے پیدا ہونے والے بچے کا نام تبرکا "محمد" رکھا، وہ اور اس کا بچہ (دونوں) جنتی ہوں گے۔

روایت پر تبصرہ

اس کی سند یوں ہے: ابن بکیر، از حامد بن حماد بن مبارک، از اسحاق بن یسار (ابو یعقوب النصیبی) از حجاج بن منہال، از حماد بن سلمہ، از برد بن سنان، از مکحول، از سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوعا۔ اِس میں حامد بن حماد عسکری ہے جو اسے اسحاق بن یسار سے روایت نقل کرتا ہے۔ اُن کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں۔ اسحاق بن یسار سے حامد بن حماد کی مروی (زیر بحث) روایت موضوع ہے، اسے گھڑنے والا حامد بن حماد بن مبارک عسکری ہے[11]۔ حافظ ابن جوزی (متوفی۵۹۷ھ) اس کو موضوع قرار دے کر لکھتے ہیں: اس کی سند میں "متكلم فيه "راوی ہیں[12]۔

چوتھی روایت

من ولد له ثلاثة فلم يسم أحدهم محمدا فهومن الجفاء[13]۔ یہ بے وفائی ہے کہ کسی کی اولاد تین تک پہنچے اور وہ ان میں سے کسی ایک کا نام محمد نہ رکھے۔

روایت پر تبصرہ

امام ابن عدی اس کا سند نقل فرماتے ہیں: مکی، از قطن، از خالد بن یزید، از ابن ابی زئب، از نافع، از سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعا۔ اس کی سند میں ابو الولید خالد بن یزید العمری ہے جو امام یحییٰ بن معین اور امام ابو حاتم کے نزدیک کذاب ہے[14]۔ امام ابن حبان لکھتے ہیں: اسے "محمش" بھی کہا جاتا ہے، سخت منکر الحدیث ہے اور ثقہ راویوں کی سند سے موضوعی روایات نقل کرتا ہے[15]۔ حافظ ابن عدی جرجانی نے بھی اسے منکر قرار دیا ہے[16]۔

پانچویں روایت

من ولد له ثلاثة فلم يسم أحدهم محمدا فقد جهل[17]۔ جس کی اولاد تین تک پہنچے اور وہ ان میں سے کسی ایک کا نام محمد نہ رکھے تو یقیناً اس نے جہالت کی۔

روایت پر تبصرہ

امام طبرانی نے اس کی سند یوں نقل فرمائی ہے: احمد بن نضر عسکری، از ابو خیثمہ مصعب بن سعید، از موسیٰ بن اعین، از لیث، از مجاہد، از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعا۔ سند مذکور کمزور ہے، اس میں دو علتیں ہیں۔

(1) ابو خیثمہ مصعب بن سعید ضعیف راوی ہیں۔ امام ابن عدی لکھتے ہیں: ثقہ راویوں سے منکر روایات نقل کرتا ہے[18]۔

(2) لیث بن ابی سلیم مختلط ہے۔ لیث اگرچہ ثقہ راوی تھا لیکن آخری عمر میں شدید اختلاط کا شکار ہوا تھا اور اس کی قبل از اختلاط و بعد الاختلاط آپس میں خلط ملط ہوئیں، اس لئے متروک قرار دیا گیا[19]۔

چھٹی روایت

من ولد له ثلاثة فلم يسم أحدهم محمدا فقد جفاني[20]۔ جس کی اولاد تین تک پہنچے اور وہ ان میں سے کسی ایک کا نام محمد نہ رکھے تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

روایت پر تبصرہ

زیر بحث روایت کی سند ملاحظہ فرمائیے: جعفر بن احمد بن اسماعیل، از خلف بن محمد، از عبید اللہ بن احمد، از قتیبہ، از ابراہیم بن زکریا، از عبد الملک بن عنترۃ، از ابیہ، از جدہ مرفوعا۔ اس میں ابراہیم بن زکریا ہے، جس کے بارے میں امام ابو حاتم لکھتے ہیں کہ اس کی روایات منکر ہیں اور ابن عدی فرماتے ہیں کہ باطل روایات نقل کرتا ہے[21]۔ نیز اس روایت کو عبد الملک بن ابی عمرو (عبد الملک بن ہارون) بن عنترۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، جن کے بارے میں علامہ ذہبی کا قول ہے: وہ اور اس کا باپ دونوں ضعیف ہیں۔ امام یحییٰ بن معین نے عبد الملک کو کذاب قرار دیا ہے[22]۔

ساتویں روایت

يوقف عبدان بين يدى الله فيأمر بهماإلى الجنة فيقولان ربنا بم استأهلنا دخول الجنة ولم نعمل عملا تجازينا به الجنة؟ فيقول الله أدخلا عبدى فإنى آليت على نفسى ألايدخل النار من اسمه محمد أو أحمد[23]۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے دو آدمیوں کو پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کرانے کا حکم صادر فرمائیں گے، وہ دونوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم جنت داخل ہونے کے اہل کیسے ہوئے

کیونکہ ہم نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس پر جنت جاسکیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان دونوں کو جنت داخل کرادو کیونکہ میں نے اپنے آپ پر لازم کیاہے کہ جس شخص کانام محمد یا احمد ہو، اسے دوزخ داخل نہیں کروں گا۔

روایت پر تبصرہ

ابن بکیر نے اس کی سندیوں نقل فرمائی ہے: احمد بن نصر بن عبداللہ بن الفتح ابو بکر الذارع، از صدقۃ بن موسیٰ غنوی، از ابیہ، از حُمید الطویل، از سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعا۔ اس سند میں احمد بن نصر بن عبداللہ بن الفتح ابو بکر الذارع ہے، جس کے بارے میں خطیب بغدادی لکھتے ہیں: ثقہ نہیں اوراس کی احادیث منکر ہیں[24]۔ صدقہ بن موسیٰ بن تمیم "مجهول" ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: آپ نے اپنے باپ سے از حُمید الطویل ایک باطل روایت نقل کی ہے۔ احمد بن عبداللہ الذارع (کذاب) کے علاوہ اُن سے کسی اور نے روایت نہیں کی ہے۔ مزید حافظ صاحب نے خطیب بغدادی کے حوالے سے صدقہ کو شیخ مجہول قرار دیاہے[25]۔ صدقہ کاوالد موسیٰ بن تمیم بھی "مجہول "ہیں، تاریخ وتراجم کے کتابوں میں اُن کا تذکرہ نہیں ہے۔ ابن عراق کنانی لکھتے ہیں: صدقة بن موسى وأبوه لا يعرفان[26]۔ امام ابن جوزی نے اس روایت کو بے اصل[27]، علامہ ذہبی نے اس کے اسناد کو مظلم قرار دیتے ہوئے موضوع[28]، امام سیوطی نے بھی موضوع[29] اور ملا علی قاری نے باطل قرار دیاہے[30]۔

آٹھویں روایت

لايدخل الفقر بيتا فيه إسمي[31]۔ جس گھر میں میرا نام رکھا گیاہو، اُس میں غربت نہیں آئے گی۔

روایت پر تبصرہ

فضائل التسمیۃ میں اس کی سندیوں منقول ہے: عبدالرحمٰن بن احمد بخاری، از محمد بن علی خبائری، از ابویعلیٰ عبدالمؤمن بن خلف، از فضل بن محمد، از محد بن مصفی، از عثمان بن عبدالرحمٰن، از محمد بن عبدالملک، از یحییٰ بن سعید، از سعید ابن المسیب مرسلا۔ یہ روایت بھی موضوع ہے کیونکہ اسکا دارومدار عثمان بن عبدالرحمٰن پرہے اور وہ اسے محمد بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں: عثمان مطعون ہے اور اس کا شیخ محمد بن عبدالملک احادیث گھڑتا ہے[32]۔ امام ابن جوزی نے بھی اسے موضوعات میں شمار کیاہے[33]۔

نویں روایت

قال الله تعالى وعزتي وجلالي لأعذب أحدا سمي باسمك بالنار يامحمد[34]۔ میری عزت وجلال کی قسم! اے محمد میں کسی بھی تیرے ہم نام کو آگ کا عذاب نہیں دوں گا۔

روایت پر تبصرہ

یہ روایت نبیط بن شریط کے کتاب میں منقول ہے، اس کتاب کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں: فهذه أحاديث باطل ونسخة نبيط بن شريط موضوعة بلاريب فلاتغتروا بعلوها فاللكي تكلم فيه ابن ماكولا وغيره وشيخه أحمد أحسبه هو واضع النسخة[35]۔ یہ روایات باطل ہیں اور نبیط کے نسخے کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لکی (نبیط) پر ابن ماکولا وغیرہ نے کلام کیاہے اور میرے خیال میں اِس کا تراشنے اور گھڑنے والا نبیط کا استاد احمد ہے۔ ابن عراق کنانی نے اس کو موضوعات میں شمار کرکے حافظ ذہبی کے حوالے سے نبیط کو ناقابل احتجاج قرار دیاہے[36]۔

دسویں روایت

إذا سميتم الولد محمدا فأكرموه وأوسعوا له في المجلس ولاتقبحوا له وجها[37]۔ جب تم بچے کا نام محمد رکھو، تو اس کا احترام کرو، اس کے لئے مجلس کشادہ کرواور اس کے چہرے کے عیوب بیان نہ کرو۔

روایت پر تبصرہ

ابن بکیر نے اس کی درج ذیل سند نقل فرمائی ہے: ابویعقوب یوسف بن علی بن یحیٰ الفراوی، از ابو بکر احمد بن شاذان البزاز، از ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر الطائی، از ابیہ، از علی الرضا، ازابیہ، از جدہ جعفر بن محمد، از ابیہ، از جدہ، از سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما، از سیدنا علی بن طالب رضی اللہ عنہ، از رسول اللہ ﷺ۔ روایت موضوع ہے، عبد اللہ بن احمد بن عامر الطائی کے بارے میں علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ اہل بیت سے اُس نے ایک باطل نسخہ روایت کی ہے[38]۔ حافظ ذہبی میزان الاعتدال[39]اور حافظ ابن حجر لسان المیزان[40]میں لکھتے ہیں: عبد اللہ بن احمد بن عامر الطائی اپنے والد علی رضا اور ان کے آباء سے یہ موضوعی اور باطل نسخہ بیان کرتا ہے جو یا تو اس نے گھڑی ہے یا اس کے باپ نے۔ محدث البانی نے اس کی اسناد کو "اسناد هالك" قرار دیا ہے[41]۔

محمد نام کے فضائل سے متعلق احادیث کے بارے میں اہل فن کی آراء

امام ابو حاتم الرازی (متوفی ۳۲۷ھ) لکھتے ہیں: وقد ورد فی هذا الباب احادیث عن رسول الله لیس فیها مایصح۔ اس باب میں کئی مرویات ہیں جو کہ غیر صحیح ہیں[42]۔ حافظ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں: وهذه أحاديث مكذوبة[43]۔

حافظ ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ) راقم ہیں: وفی ذلك جزء كله كذب۔ اس (محمد نام کے فضائل) بارے میں ایک مستقل جزؤ لکھی گئی ہے جو سراپا جھوٹ ہے[44]۔ امام ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) نے اس باب میں وارد تمام احادیث کو غیر صحیح قرار دیا ہے، لکھتے ہیں: وقد رُوی فی هذا الباب أحادیث لیس فیها مایصح[45]۔

علامہ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) کے نزدیک اس مضمون کی تمام روایات "جھوٹی" ہیں، ان کا قول ہے: وهذه أحاديث مكذوبة[46]۔

ابن عراق کنانی (متوفی ۹۶۳ھ) اس مضمون کے حامل روایات کے بارے میں لکھتے ہیں: قال الأبی لم یصح فی فضل التسمیة بمحمد حدیث بل قال الحافظ أبوالعباس تقی الدین الحرانی کل مافیه فهو موضوع[47]۔ ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے بھی حافظ ابن قیم کی طرح اس قسم کی روایات کو جھوٹی روایات قرار دی ہیں: وفی ذلك جزء كله كذب[48]۔

علامہ حلبی (متوفی ۱۰۴۴ھ) محمد نام کے فضیلت والی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وقال بعضهم ولم یصح فی فضل التسمیة بمحمد حدیث وكلما ورد فیه فهو موضوع۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں، بلکہ اس کے متعلق وارد تمام احادیث موضوعی ہیں[49]۔ علامہ زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) بعض حفاظ کے حوالے سے لکھتے ہیں: وذكر بعض الحفاظ أنه لم یصح فی فضل التسمیة بمحمد حدیث[50]۔ علامہ ابن باز (متوفی ۱۴۲۰ھ) کا قول ہے کہ اس مضمون کی ساری روایات غیر صحیح ہیں۔ اس میں اعتبار محمد کی اتباع کی ہے، محمد نام رکھنے میں نہیں۔ کتنے بندے ہیں جن کا نام محمد ہیں لیکن وہ خبیث ہیں کیونکہ وہ پیغمبر اور شریعت کا اتباع نہیں کرتا۔ صرف نام رکھنا فائدہ نہیں دے گا بلکہ اعمال صالحہ اور تقویٰ ضروری ہیں تو محمد، احمد یا ابو القاسم جیسے نام کافر و فاسق کو فائدہ نہیں دے گا[51]۔

نتائج بحث

صرف یہی مذکورہ احادیث ہی نہیں بلکہ محمد نام کے فضائل کے متعلق دواوین حدیث میں جتنے بھی احادیث منقول ہیں ان سب میں کلام ہے۔ ساری کی ساری یا تو شدید ضعیف ہیں یا موضوع ہیں، اہل علم کا بھی ان احادیث کے ضعیف ہونے پر مکمل اتفاق ہے۔ ان روایات میں چھوٹے اور معمولی کام پر بڑے بھاری ثواب مثلاً دخول جنت کی بشارتیں دی گئی ہیں حالانکہ نجات اور جنت کے حصول کا دارومدار انسان کے عمل صالح پر ہے نہ کہ اسماء والقاب پر۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، السنن، ج4، ص287، حدیث نمبر 4948، دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت، 1430ھ۔

[2] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی، السنن، ج2، ص1229، حدیث نمبر 3728، اب ما یستحب من الأسماء دار الرسالۃ العالمیۃ، 1430ھ۔ وابو داؤد، السنن، ج4، ص287، حدیث نمبر 4949۔

[3] بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ، سنن کبریٰ، ج9، ص514، حدیث نمبر 19307، باب ما یستحب من الأسماء دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1424ھ۔

[4] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، الجامع الصحیح، ج3، ص66، حدیث نمبر 2120، باب ما یذکر فی الاسواق، دار طوق النجاۃ، 1422ھ۔

[5] بغدادی، ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن عبد اللہ بن بکیر، فضائل التسمیۃ باحمد ومحمد، ج1، ص27، الصحابۃ للتراث، 1411ھ۔

[6] جرجانی، ابو احمد بن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج1، ص3202، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1418ھ۔

[7] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، تاریخ الکبیر، ج6، ص228، دائرہ معارف، حیدرآباد، 1413ھ۔ وابن ابی حاتم، ابو محمد عبد الرحمن بن محمد الرازي، الجرح والتعدیل، ج6، ص157، مکتبۃ العلمیۃ بیروت، 1271ھ۔

[8] ابن جوزی، جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی، الموضوعات، ج1، ص187، مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ، 1388ھ۔

[9] ابن جوزی، الموضوعات، ج1، ص157۔

[10] بغدادی، فضائل التسمیۃ ج1، ص27۔

[11] ذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد، میزان الاعتدال، ج2، ص185، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1416ھ۔

[12] ابن جوزی، الموضوعات، ج1، ص157۔

[13] جرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال ج3، ص437۔ وذہبی، میزان الاعتدال ج1، ص646۔

[14] ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ج3، ص360۔

[15] ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمي، المجروحین من المحدثین، ج1، ص346، دار الصمیعی ریاض، سعودی عرب 1420ھ۔

[16] جرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج3، ص437۔

[17] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ج11، ص71، حدیث: 11077، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ 1423ھ۔

[18] جرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج8، ص89۔

[19] ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی عسقلانی، تقریب التہذیب، ص519، بیت الافکار الدولیۃ، بیروت، 1416ھ۔

[20] بغدادی، فضائل التسمیۃ، ج1، ص32۔

[21] ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ج2، ص101۔ وجرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج1، ص412۔

[22] ذہبی، میزان الاعتدال، ج4، ص414۔

[23] بغدادی، فضائل التسمیۃ، ج1، ص07، حدیث نمبر 02۔

[24] خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد، تاریخ بغداد، ج6، ص412، دار الغرب الاسلامی، بیروت، طبع اول 1422ھ۔

[25] ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی عسقلانی، لسان المیزان، ج4، ص314، مؤسسۃ العلمی للمطبوعات، بیروت، 1390ھ۔

[26] کنانی، نور الدین علی بن محمد، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، ج1، ص173، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1399ھ۔

[27] ابن جوزی، الموضوعات، ج1، ص157۔

[28] ذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد، تلخیص کتاب الموضوعات، ج1، ص34، مکتبۃ الرشد، ریاض طبع اول 1419ھ۔

[29] سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، ج1، ص97، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع ول 1417ھ۔

[30] کنانی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ، ج1، ص173۔

[31] بغدادی، فضائل التسمیة، ج1، ص30، حدیث نمبر 21۔

[32] ذہبی، تلخیص کتاب الموضوعات، ج1، ص34۔

[33] سیوطی، اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، ج1، ص96۔

[34] احمد بن قاسم بن کثیر المصری، نسخہ نبیط بن شریط، ج1، ص116، ، دارالکتب العلمیہ، 1423ھ۔

[35] ذہبی، شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد و معجم الشیوخ الکبیر، ج2، ص43، مکتبة الصدیق، طائف مملکة العربیة السعودیة، طبع اول 1408ھ۔

[36] کنانی، تنزیہ الشریعة المرفوعة، ج1، ص174۔

[37] بغدادی، فضائل التسمیة، ج1، ص28، حدیث نمبر 26۔

[38] سیوطی، اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، ج1، ص95۔

[39] ذہبی، میزان الاعتدال، ج4، ص59۔

[40] ابن حجر، لسان المیزان، ج4، ص425۔

[41] البانی، ابوعبدالرحمٰن محمد ناصر الدین، سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة، ج6، ص84، حدیث نمبر 2572، دارالمعارف، ریاض، سعودی عرب، 1412ھ۔

[42] ابوحفص عمر بن بدر بن سعید الوزانی، ج1، ص57، دارالکتاب العربی، بیروت، 1407ھ۔

[43] ذہبی، میزان الاعتدال، ج1، ص129۔

[44] ابن قیم، شمس الدین محمد بن ابو بکر الجوزي، المنار المنیف فی الصحیح والضعیف، ص61، مکتب المطبوعات الاسلامیة، حلب، مصر، 1413ھ۔

[45] ابن جوزی، الموضوعات، ج1، ص158۔

[46] ابن حجر، لسان المیزان، ج1، ص250۔

[47] کنانی، تنزیہ الشریعة المرفوعة ج1، ص174۔

[48] ملا علی قاری، ابوالحسن علي بن (سلطان) محمد الهروي، الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة، ص415، المکتب الاسلامی، بیروت، 1406ھ۔

[49] حلبی، علی بن ابراہیم بن احمد، السیرة الحلبیة، ج1، ص121، دارالکتب العلمیة بیروت، 1427ھ۔

[50] زرقانی، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة بالمنح المحمدیة، ج7، ص307، دارالکتب العلمیة، بیروت، 1417ھ۔

[51] مجلة دوریة تصدر عن الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والارشاد، الرءاسة العامة لادارات البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والإرشاد، مجلة البحوث الاسلامیة، ج58، ص54، 1421ھ۔